Ulamaehaqulamaedeoband.wordpress.com

کیا عورت اور مرد کی نماز میں فرق نہیں ہے؟

KIA AURAT AUR MARD KI NAMAZ MEN FARQ NAHIN

از قلم: مولانا محمد عبدالقوی صاحب مدظلہ

پیشکش
مدرسہ سبیل الفلاح بنڈلہ گوڑہ چندرائین گٹہ حیدرآباد
MADARSA SABEELUL FALAH HYD

ناشر: مجلس تحفظ شریعت آندھراپردیش

Ulamaehaqulamaedeoband.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

آج کل عام طور سے جدید تعلیم یافتہ بالخصوص عرب ملکوں میں قیام پذیر طبقہ دینی احکام کو علمی وعملی توارث اور سلف کے تعامل سے ہٹا کر ایک مخصوص آزادانہ نظریئے کے مطابق بنانے کے لئے مسلسل جدوجہد کر رہا ہے، کتاب وسنت کو سلف کی تحقیق وتشریح کی روشنی میں دیکھنے کے بجائے اپنی عقل وفہم کا پابند رکھنے کو ترجیح دے رہا ہے۔

خاص بات یہ ہے کہ ایسے تمام لوگ خواہ ان کی جماعت کا کوئی نام ہو عوام الناس کو علماء سے بد ظن کرنے اور فقہ وفتویٰ کو بے دینی بتلانے میں متفق ومشترک ہیں۔ یہ لوگ کہتے تو یہی ہیں ہم کسی کی تقلید نہیں کرتے مگر سب سے زیادہ پختہ تقلید خود ہی کرتے ہیں، اس لئے کہ تقلید عام آدمی کے جسے دین کا پورا علم نہ ہو علماء سے پوچھ کر دین پر عمل کر لینے کو کہتے ہیں۔ اور یہی غیر مقلدین کی عوام بھی کرتی ہے کہ وہ بھی اپنے علماء سے پوچھ کر عمل کر لیتے ہیں۔ جیسے مقلدین کی عوام دلیل کو سمجھنے اور کتاب وسنت کی کسوٹی پر پرکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتی ایسے ہی غیر مقلدین کی عوام کا حال ہے، ان کا ہر آدمی مفسر ومحدث تو نہیں ہے، کہ خود ہی احادیث کی تحقیق بھی کر لے اور مسئلے کی تخریج بھی کر لے، نہ ہی نبی ہے کہ وحی کے ذریعے کیا صحیح ہے کیا غلط خود ہی معلوم ہو جاتا ہو۔ اسلئے اس علماء سے عوام کو آزاد کرانے کا فائدہ دشمنان اسلام کو ہو رہا ہوگا تو ہو رہا ہوگا، مسلمانوں کو تو دن بہ دن نقصان ہی ہوتا جا رہا ہے کہ حدیث پر عمل کے نام پر دین کے اجماعی احکام کا جنازہ نکالا جا رہا ہے اور مذہب کی غیر مہذب تصویر بنتی جا رہی ہے۔ **فا الی اللہ المشتکی**

Ulamaehaqulamaedeoband.wordpress.com

ان طبقوں کی طرف سے چلائی جارہی مخالفِ سلف مہم میں ایک مسئلہ ''عورتوں اور مردوں کی کیفیتِ نماز میں فرق نہ ہونے'' کا بھی ہے۔ بڑی شد ومد سے اس کی مخالفت کی جارہی ہے اور اسے دین کی بہت بڑی خدمت سمجھا جارہا ہے کہ ایک اجماعی متوارث عمل کو ختم کرکے مرد وعورت کو مغربی مساوات کا خوگر بنایا جائے۔

یہ رسالہ جو مولانا محمد عبدالقوی صاحب زید رشدہ نے کتاب وسنت کی روشنی میں مرتب کیا ہے وہ اس مسئلے میں پیدا کردہ غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے کافی ہے، ایک اعتدال پسند اور صحیح الفہم آدمی اس کے مطالعے کے بعد خود ہی سمجھ لے گا کہ سلف سے خلف تک جو عمل متواتر چلا آرہا ہے اس کی اچانک ایسی مخالف کیوں کی جارہی ہے؟

حق تعالیٰ شانہ مرتب کو جزائے خیر دے اور عام صالحات وقانتات کو اس سے استفادہ وعمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

محمد عبدالمغنی مظاہری

ناظم مدرسہ سبیل الفلاح حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خواتینِ اسلام! آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ تمام انسانوں کا خالق ومالک اللہ تعالیٰ ہے، اسی نے ہم کو پیدا کیا اور اپنی بندگی کا امتحان ہمارا وظیفۂ حیات بنایا، اس امتحان میں کامیابی کا راستہ دکھانے کے لئے نبیوں کو بھیجا اور ان پر کتابیں اتاریں۔ نبیؐ جب تک دنیا میں رہے لوگوں کو اپنے قول وعمل سے اللہ کی بندگی کا صحیح طریقہ بتاتے اور اس کا دین سکھاتے رہے، جب دنیا سے پردہ فرمانے لگے تو قیامت تک کے واسطے اللہ کی کتاب اور اپنا طریقہ چھوڑ گئے، تاکہ ان کی امت دین کے معاملے میں اس سے روشنی حاصل کرتی رہے۔

دخترانِ توحید! آپ یہ بھی جانتی ہوں گی کہ اسلام دینِ فطرت ہے جسے انسانوں کے مالک نے ایک کامل ترین انسان ہی کے ذریعہ بھیجا ہے، اس میں انسانوں کے مزاج، طبیعت اور تقاضہائے فطرت کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے، تاکہ وہ شعور کی عمر یعنی بلوغ سے لے کر موت تک ایک انسان کے لئے قابلِ عمل ہوسکے، اسی لئے دینِ اسلام میں بچوں، نوجوانوں، بوڑھوں، مردوں عورتوں، معذوروں اور مسافروں سب ہی کا خیال رکھا گیا ہے، بنیادی ڈھانچے کو بدلے بغیر ادائیگیٔ احکام کے طریقوں میں بہت سہولت دی گئی ہے۔

اسلامی بہنو! عورت بے شک انسان ہے مگر انسانوں کی صنفِ نازک ہے، حیاء کا مجسمہ

Ulamaehaqulamaedeoband.wordpress.com

اور غیرت کا پُتلا ہے، اسلام نے تمام احکام میں اس کی بڑی رعایت کی ہے، جو ہمیں کتاب وسنت کے مطالعے کے دوران صاف نظر آتی ہے، اور یہ رعایت نماز کے احکام میں بھی کی گئی ہے، آپ غور کیجئے کہ جو نبی عورتیں بیٹھی ہوئی سواری کو **رفقا بالقوارير** کہہ کر تیز چلانے سے روک دیتے ہوں، جو بچے کی رونے کی آواز سن کر اس کی ماں کی ہمدردی میں نماز مختصر فرما دیتے ہوں، وہ نبی نماز جیسی عبادت میں اس کے فطری حالات اور تقاضۂ شرم وحیاء کی رعایت کیوں نہ فرماتے؟

خواہرانِ دین! یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اسلام تو بلاشبہ کتاب وسنت کا نام ہے، لیکن اس پر عمل صرف کتاب کے الفاظ کو پڑھ کر نہیں کیا جاسکتا، الفاظ کی صحت کے ساتھ ان الفاظ کو نقل کرنے والے اسلاف کے عمل کو بھی دیکھا جاتا ہے، اور اجماعِ امت پر بھی نظر رکھی جاتی ہے، کیوں کہ جس طرح کتاب وسنت کے الفاظ عہدِ رسالت سے منتقل ہوتے آرہے ہیں ان پر عمل کا طریقہ بھی منتقل ہوتا آرہا ہے۔ البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ اپنے بعد تین زمانوں کو بہتر قرار دے کر اس کے بعد دین ودیانت میں کمی شروع ہوجانے کی خبر دی ہے (بخاری) اس لئے دین کے معاملے میں زیادہ تر خیر القرون کے اصحابِ علم پر اعتماد کیا جاتا ہے، اس پر امت کے تمام علماء کا اجماع ہے۔

آج کل چونکہ کیفیت نماز مین عورتوں اور مردوں کے درمیان خیر القرون سے چلے آرہے فرق کا ایک طبقے کی جانب سے شدید انکار کیا جاتا رہا اور اسے خلاف سنت قرار دیا جاتا رہا ہے اس لئے اس مضمون میں قدرے تفصیل سے یہ بتلایا گیا ہے کہ دینِ اسلام میں نماز سے لے کر حج اور جہاد تک تمام احکام میں عورتوں کے لئے مردوں سے مختلف صورتیں رکھی گئی ہیں، اور یہ کہ اس پر امت کا اجماع ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کسی کو اپنی ہی بات پر ضد ہو تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہم اپنی بات پر نہیں نبی کی بات پر اصرار کررہے ہیں تو یہ بھی غلط ہے، اس لئے کہ نبی کی اس بات کو آپ جس طرح سمجھ رہے ہیں صحابہ، تابعین ائمہ اور خود آپ کے پچھلے علماء نے اس طرح نہیں سمجھا تھا تو اب یہی دیکھا جائے گا کہ امت کا اجماع کس پر ہے؟ جب ہم اس پر غور کرتے ہیں تو صحابہؓ، تابعینؒ، ائمہ مجتہدین، اور خود مجتہدین کے ہاں یہ فرق ملتا ہے، جب یہ فرق نقل اور عقل

دونوں کے مطابق ہے تو یہی صحیح سمجھا جائے گا۔

تخلیق میں فرق

یہ بات تو بتلانے کی ضرورت نہیں ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان اپنی تخلیق، تقاضے اور فطرت وضرورت کے اعتبار سے نمایاں فرق پایا جاتا ہے، اگرچہ کہ دونوں انسان ہیں اور انسانیت میں برابر ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **لا تتمنوا مافضل اللّٰه به بعضكم على بعض** (النساء:۳۲) اس سے معلوم ہوا کہ مجموعی اور کلی اعتبار سے یکسانیت کے باوجود جزوی اعتبار سے دونوں صنفوں میں زمین وآسمان کا فرق موجود ہے، جو دنیا کے ہر عقل مند کے نزدیک قابل قبول ہے، مثال کے طور پر عورت اور مرد دونوں انسان ہونے میں برابر ہونے کے باوجود مرد حمل کا تحمل اور اولاد کی پیدائش کا کام کرنے سے فطری طور پر عاجز ہے جب کہ عورت اس کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے وغیرہ وغیرہ.....

اسی تخلیقی وفطری فرق کی وجہ سے شریعتِ اسلامی نے بہت سے دینی احکام میں بھی فرق ملحوظ رکھا ہے تاکہ کوئی حکم کسی کے تقاضہائے فطرت کے مخالف نہ ہو اور اس کی ادائی بوجھ نہ بنے، مثال کے طور پر:

احکام میں فرق

۱۔ پردہ کا حکم مرد اور عورت دونوں کو دیا گیا ہے، مگر حجاب میں رہنے کا پابند عورت کو بنایا گیا ہے، مرد کو برقعہ اور چادر وغیرہ اوڑھ کر رہنے اور نکلنے کا پابند نہیں کیا گیا، اس لئے کہ یہ مرد کے تقاضۂ فطرت کے خلاف ہے مگر عورت کے تقاضۂ فطرت کے عین موافق ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

يَـاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ (الاحزاب:۵۹)	اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور تمام مسلمانوں کی عورتوں کو اس کا پابند فرمادیجئے کہ وہ اپنے سروں کے اوپر سے گھونگھٹ ڈالے رکھیں۔

Ulamaehaqulamaedeoband.wordpress.com

۲۔اسی طرح مردوں کو کفار ومشرکین کے مقابلے میں ضرورت پر جہاد وقتال کا حکم دیا گیا ہے (البقرہ:۲۱۶) مگر عورتوں کو اس کا پابند نہیں بنایا گیا، بلکہ اجازت چاہنے پر بھی اجازت دینے کے بجائے دوسرے اعمال کی طرف متوجہ کیا گیا۔

عن عائشةؓ عن النبی صلی الله علیه وسلم قالت استأذنته فی الجهاد فقال حسبکن الحج او قال جهاد کن الحج (رواہ البخاری:۴/۴۳۵)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا ''تمہارے (جہاد کا ثواب کمانے کے) واسطے حج کافی ہے، یا یوں فرمایا ''تمہارا جہاد حج کرنا ہے''۔

۳۔مردوں کو میراث میں عورتوں کا دوگنا حصہ دیا جاتا ہے اور عورتوں کو اس کا نصف۔

ارشاد ربانی ہے:

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (النساء:۱۱)

مرد کے لئے عورت کا دوگنا حصہ ہے۔

۴۔مردوں پر عورتوں کی کفالت وپرورش کی ذمہ داری رکھی گئی ہے عورتوں پر مردوں کی ذمہ داری نہیں رکھی گئی۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (النساء:۳۴)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک کو ایک پر فضیلت دی ہے اور اس واسطے کہ وہ اپنا مال (ان کی کفالت پر) خرچ کرتے ہیں۔

۵۔مرد عورت کو ضرورت پر اپنی زوجیت سے علاحدہ کرسکتا ہے مگر عورت شوہر کو اپنی زوجیت سے علاحدہ نہیں کرسکتی۔ (ضرورت پر طلاق کرسکتی ہے یا دارالقضاء سے مدد لے سکتی ہے مگر خود سے شوہر کو طلاق نہیں دے سکتی۔)

۶۔کسی مسئلے میں دو مردوں کی گواہی طلب کی جاتی ہے، لیکن ضرورت پر جب دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی معتبر ہوجاتی ہے، اس میں دو عورتوں کو ایک مرد کے مساوی مانا گیا

ہے، یعنی انکی فہم کے درمیان فرق کیا گیا ہے۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ (البقرۃ:۲۸۲)

اور دو مسلمان مردوں کی گواہی طلب کرو، اگر دو مرد نہ مل سکیں تو ایک مرد اور دو عورتوں سے (سے بھی شہادت کافی ہوسکتی ہے)۔

۷۔لباس وغیرہ میں مردوں کیلئے سونے چاندی اور ریشم کا استعمال ممنوع ہے۔ (بخاری:۷/۲۷۸) جبکہ عورتوں کو اس کی اجازت دی گئی ہے۔

عن انس بن مالکؓ انه رأی علی ام کلثوم بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم برد حریر سیراء (بخاری:۷/۲۸۱)

انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ام کلثوم کو ریشم کے لباس میں دیکھا ہے،

اسی طرح سونے چاندی کی اجازت احادیث میں موجود ہے۔ (ایضاً)

۸۔حج میں مردوں کو سلے ہوئے کپڑوں کا استعمال ممنوع ہے، عورت کے احرام میں لباس کی یہ پابندی نہیں رکھی گئی ہے۔

.... ولتلبس بعد ذالک ما احبت من الوان الثیاب معصفرا او خزا او حلیا او سراویل او قمیصا او خفا (ابوداؤد:۲/۱۶۶)

احرام میں عورت (نقاب، خوشبو، اور دستانوں کے علاوہ) جس قسم کا اور جس رنگ کا لباس پہننا چاہتی ہے پہن سکتی ہے۔

۹۔مردوں کو حج وعمرے کے اختتام پر حلق یا پورے سر کا قصر ضروری ہے مگر عورتوں کے لئے چوٹی کے کنارے سے بال کم کرلینا کافی ہے۔

لیس علی النساء حلق انما علی النساء تقصیر (ابوداؤد، ترمذی، سنن بیہقی ۵/۱۶۹)

عورتوں پر سر منڈھانا نہیں ہے ان کے لئے صرف بال کم کرلینا کافی ہے۔

Ulamaehaqulamaedeoband.wordpress.com

۱۰۔سعی میں مردوں کے لئے میلین اخضرین کے درمیان تیز رفتاری کا حکم ہے مگر عورتوں کے لئے عام رفتار ہی سے گذر جانے کی ہدایت ہے۔جبکہ وہ عمل ایک عورت ہی کی یادگار ہے،مگر اسلام نے فطرتِ نسوانی کا لحاظ کرتے ہوئے یہ حکم دیا ہے۔

عن ابن عمرؓ ..... لیس علی النساء سعی بالبیت وبین الصفاء والمروة (سنن کبریٰ:۵/۷۷)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں عورت پر طواف کے دوران رمل کرنا اور سعی کے دوران دوڑنا نہیں ہے۔

۱۱۔مرد جب چاہے نفل روزے رکھ سکتا ہے مگر عورت خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفل روزے نہیں رکھ سکتی۔

لا یحل لامرأة ان تصوم وزوجها شاهد الا باذنه (رواہ البخاری:۷/۶۲)

کسی عورت کے لئے اس کے شوہر کی موجودگی میں بلا اجازت (نفل) روزہ رکھنا حلال نہیں ہے۔

یہ چند مثالیں بطور نمونہ کے پیش کی گئی ہیں ورنہ احکام اسلامی میں اس کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں کہ احکام کے جاری کرنے میں عورت کی شخصی وضمنی خصوصیات کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

پس جس طرح بہت سے اسلامی احکام میں عورتوں اور مردوں کے درمیان ان کے تخلیقی فطری اور صنفی مصلحت سے احکام میں تفریق کی گئی اسی طرح ''نماز'' کے احکام میں بھی متعدد مسائل میں یہ فرق کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے،ذیل میں اس کی تفصیل بیان کی جارہی ہے،تاکہ ان لوگوں کی غلط فہمی دور ہوسکے جو جانے انجانے امت کی عورتوں کو مجبور کررہے ہیں کہ وہ مردوں کی طرح نماز ادا کریں اور یہ کہ دونوں کی نماز میں کوئی فرق ثابت نہیں ہے۔

احکام نماز میں فرق

(۱) مردوں کے لئے نماز کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا لازم ہے (بخاری:۱/۸۹) مگر عورتوں

کے لئے جماعت لازم نہیں ہے،بلکہ گھر کی نماز مسجد کی نماز سے افضل ہے۔

.....صلاتک فی دارک خیر لک من صلوتک فی مسجد قومک (بیہقی،ابوداؤد،مسند احمد ۶/۳۷۱)

تمہاری وہ نماز جو تم اپنے گھر میں پڑھو اس نماز سے بہتر ہے جو تم محلے کی مسجد میں پڑھو

(۲) مردوں پر نماز جمعہ فرض ہے مگر عورتوں کے لئے جمعہ لازم نہیں ہے۔

الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة الا اربعة عبد مملوک او امرأة او صبی او مریض (سنن بیہقی،ابوداؤد،۱/۲۸۰)

جمعہ ہر مسلمان پر حق واجب ہے سوائے چار کے،زرخرید غلام،عورت،بچے اور بیمار

(۳) مردوں کے لئے اذان واقامت مسنون ہے مگر عورتوں کیلئے اذان واقامت کا حکم نہیں ہے۔

لیس علی النساء اذان ولا اقامة ولا جمعة (بیہقی:۱/۶۰۰)

عورتوں پر نہ اذان واقامت لازم ہے اور نہ ہی جمعہ کی نماز ہے۔

(۴) مردوں کا نماز میں ناف سے لے کر گھٹنے تک جسم کا چھپانا کافی ہے مگر عورتوں کے لئے دو ہتھیلیوں اور چہرہ کے علاوہ پورے جسم کا چھپانا فرض ہے۔

عن ام سلمة انها سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتصلی المرأة فی درع وخمار لیس علیهما ازار ؟ قال اذا کان الدرع سابغا یغطی ظهور قدمیه (ابوداؤد: ۱/۱۷۳)

حضرت ام سلمہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا کہ کیا عورت ایک اوڑھنی اور لمبے کرتے میں جس کے اندر لنگی نہ ہو، نماز پڑھ سکتی ہے؟ فرمایا: اگر کرتا اتنا لمبا ہو کہ پیر کے پنجوں کو چھپالے تو ہوجاتی ہے۔

(۵) مردوں کی نماز ننگے سر ہوجاتی ہے مگر عورت کی نماز دوپٹے کے بغیر ادا نہیں ہوتی

Ulamaehaqulamaedeoband.wordpress.com

لا تقبل اللّٰہ صلوٰۃ حائض الا بخمار (مسند احمد/ترمذی/ابن ماجہ/ابوداؤد:۱/۱۷۳) — اللہ تعالیٰ بالغ عورت کی نماز بغیر خمار (سر اور گردن کو چھپانے والی چادر) کے قبول نہیں فرماتا۔

(۶) مرد امامت کرتے ہیں تو مقتدیوں سے آگے کھڑے ہوکر کرتے ہیں، عورتوں کے لئے اولاً تو جماعت کا حکم نہیں ہے، لیکن اگر وہ نفل وغیرہ عورتوں کی امامت کر رہی ہو تو آگے کھڑے ہونے کی اجازت نہیں، صف ہی کے درمیان کھڑی ہوکر نماز پڑھائے گی۔

لا تقدمهن امرأة ولكن تقوم في وسطهن (سنن کبریٰ للبیہقی:۱/۶۰۰) — عورت نماز میں دوسری عورتوں سے آگے نہیں بڑھے گی بلکہ ان کے درمیان کھڑے ہوکر امامت کرے گی۔

(۷) مرد کے لئے صف کے پیچھے تنہا کھڑے ہونا ممنوع ہے، اکیلا ہو تو امام کے بازو کھڑا ہوگا، لیکن اگر عورت تنہا ہو تو تنہا ہی صف کے پیچھے کھڑی ہوگی۔

عن انس ابن مالكؓ صليت انا ويتيم في بيتنا خلف النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وأمي ام سليم خلفنا (بخاری:۱/۳۴۷) — حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہمارے گھر میں نماز پڑھی اس طرح کہ میں اور ایک لڑکا آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور میری والدہ ہمارے پیچھے تنہا کھڑی ہوئیں۔

(۸) مردوں کے لئے نمازوں میں خوشبو کا استعمال پسندیدہ ہے (بخاری:۲/۴۱۰) مگر عورتیں اگر مسجد جانا چاہیں تو خوشبو کا استعمال کرنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔

اذا شهدت احديكن المسجد فلاتمس طيبا (مسند احمد:۱/۳۶۳) — اگر تم عورتوں میں سے کوئی مسجد جانا چاہے تو خوشبو کا ہرگز استعمال نہ کرے۔

(۹) جماعت میں مردوں کے لئے پہلی صف میں ٹھہرنا افضل وبہتر ہے لیکن عورتوں کے لئے آخری صف افضل اور زیادہ بہتر ہے۔

خير صفوف الرجال اولها وشرها آخرها وخير صفوف النساء اٰخرها وشر ها اولها (مسلم/ترمذی/ابوداؤد/ابن ماجہ:۱/۳۸۶) — مردوں کی بہترین صف پہلی اور بدترین آخری ہے (اس کے برخلاف) عورت کی بہترین صف آخری اور بدترین پہلی ہے۔

(۱۰) نماز میں کوئی بات پیش آجائے تو مرد سبحان اللہ کہہ کر تنبیہ کرے گا، عورت کو اگر ایسی ضرورت پیش آئے تو وہ سبحان اللہ نہیں کہہ سکتی بلکہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر مار کر اس کی آواز سے امام کو متوجہ کرسکتی ہے۔

اذا انابكم في الصلوٰة شيئي فليسبح الرجال وليصفق النساء (مسند احمد:۵/۳۳۳) — اگر تمہیں نماز کے دوران کوئی بات پیش آئے تو مرد سبحان اللہ کہہ کر اور عورتیں تالی بجا کر، متوجہ کریں۔

ارکان کی ادائیگی میں فرق

عورت کے نماز کے شرائط وفرائض مردوں ہی کی طرح ہیں، نماز کے بنیادی ڈھانچے میں دونوں کے لئے کوئی فرق نہیں، لیکن بعض ارکان کی ادائیگی میں عورت کے فطری تقاضۂ حیا کی رعایت رکھی گئی ہے، جو سلف سے خلف تک معتبر طریقے سے علماً وعملاً جاری ہے، اسی پر فقہاء ومحدثین کا عمل رہا اور ہے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے لئے مرد تو کانوں یا کندھوں تک ہاتھ اٹھائیں گے مگر عورت اپنے ہاتھ سینے تک ہی بلند کرے گی، ظاہر ہے کہ یہی اس کی فطرتِ حیا کے عین مطابق ہے۔

اذا صليت فاجعل يديك حذاء اذنيك والمرأة تجعل يديها حذا ثديها (رواہ الطبرانی، مجمع الزوائد:۲/۲۷۲) — وائل بن حجر سے فرمایا: جب تم نماز پڑھو تو (تکبیر تحریمہ کے لئے) اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھ سینے تک ہی اٹھائے گی۔

Ulamaehaqulamaedeoband.wordpress.com

(۲) سجدے میں مرد تو خوب کھل کر اور اعضاء کو ایک دوسرے سے علاحدہ رکھ کر سجدہ کریں گے، لیکن عورتیں چمٹ کر اور ضم ہو کر سجدہ کریں گی، یہی ان کی فطرت کے عین مطابق ہے۔

مر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم .... فقال اذا سجد تما فضما بعض اللحم الی الارض، فان المرأة فی ذلک لیست کالرجل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر دو نماز پڑھنے والی عورتوں کے پاس سے ہوا تو انہیں حکم دیا کہ جب تم لوگ سجدہ کیا کرو تو اعضائے جسمانی کو خوب چمٹا کر سجدہ کیا کرو، اس معاملے میں عورت مرد کے مانند نہیں ہے

(رواہ ابوداؤد مرسلاً / مصنف ابن ابی شیبہ / بیہقی: ۲/۳۱۵)

(۳) قعدے میں مرد ایک پیر بچھا کر اور دوسرا کھڑا کر کے اس پر بیٹھے گا مگر عورتیں بائیں سرین پر بیٹھ کر دونوں پیر داہنی جانب نکالدیں گی، یہی ہیئت اس کی ضرورت کے مطابق ہے۔

اذا جلست المرأة فی الصلوٰة وضعت فخذها علی فخذها الاخریٰ فاذا سجدت الصقت بطنها فی فخذیها کاسترما یکون لها

عورت جب نماز میں بیٹھے گی تو ایک ران دوسری ران پر ڈال لے گی اور جب سجدہ کرے گی تو پیٹ کو اپنی دونوں رانوں پر رکھ لے گی اس طرح کہ زیادہ چھپی رہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ / کنز العمال / بیہقی: ۲/۳۱۵)

(۴) جانور پر سوار ہونے کی حالت میں مردوں کو نماز پڑھنے کی اجازت ہے لیکن عورتوں کو اس سے روکا گیا ہے، تاکہ اس کے فطری تقاضۂ حجاب کو نقصان نہ پہونچے۔

عن عائشةؓ .....لم یرخص لهن فی ذلک فی شدة ولا رخاء

عورتوں کو (سواری پر نماز پڑھنے کی) کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی گئی ہے۔

(کنز العمال: ۱/۷۹۱)

ان روایات کے علاوہ ـــــ جن کا مجموعہ اور جن پر عملی اجماع عورت کی بعض سنن صلوٰۃ کو مردوں سے مختلف کرتا ہے ـــــ صحابہؓ و تابعینؒ سے متعدد آثار بھی کتبِ حدیث موجود ہیں مثلاً

(۵) امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی سنن میں اس سلسلہ کی روایات نقل کرنے سے قبل فرماتے ہیں:

وجماع ما یفارق المرأة فیه الرجال من احکام الصلوٰة راجع الی الستر، وهو انها مامورة بکل ما کان استر لها، والابواب التی تلی هذه تکشف عن معناه وتفصله وباللّٰه التوفیق

وہ تمام باتیں جو احکام نماز میں عورتوں کو مردوں سے علاحدہ کرتی ہیں وہ سب پردہ وستر سے متعلق ہیں، اور وہ یہ ہے کہ عورت نماز میں ہر اس بات کی پابند ہے جس سے وہ زیادہ سے زیادہ مخفی طور پر نماز ادا کر سکے، آگے درج ہونے والے ابواب سے یہ حقیقت خوب واضح ہو جائے گی۔

(سنن بیہقی: ۲/۳۱۴)

(۶) حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے:

اذا سجدت المرأة فلتحتفز لتضم فخذیها

عورت جب سجدہ کرے گی تو خوب سمٹ کر کرے گی اور پیٹ کو رانوں سے جوڑے رکھے گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۵۰۴)

(۷) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے عورت کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

تجتمع وتحتفز

اکھٹی ہو کر اور سمٹ کر ارکان کو ادا کرے گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۴۰۵)

(۸) مشہور تابعی عطاء بن ابی رباحؒ سے سوال کیا گیا کہ کیا عورت بھی نماز میں مردوں کی طرح اوپر تک ہاتھ اٹھائے گی؟ تو جواب میں فرمایا:

لا ترفع یدیها کا الرجل واشار فخفض یدیه جدا وجمعهما الید جدا وقال ان المرأة هیئة لیست للرجال

عورت مردوں کی طرح ہاتھوں کو بلند نہیں کرے گی ہاتھوں کو جسم ہی سے چمٹا کر تھوڑا اٹھائیگی، کیوں کہ عورت کی کیفیت مردوں کی طرح نہیں ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۴۲۱)

(۹) ایک اور تابعی عالم ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں:

Ulamaehaqulamaedeoband.wordpress.com

کانت للمرأة تؤمر اذا سجدت ان تلزق بطنها بفخذیها کیلا ترتفع عجزتها ولا تجافیٰ کما یجافی الرجل (سنن بیہقی:۲/۳۱۴)	عورتوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ جب وہ سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے چمٹا کر رکھے، اس طرح کہ سرین بلند نہ ہو، اور مردوں کی طرح کشادہ اعضاء نہ رہے۔

(۱۰) ایک اور تابعی عالم حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

المرء ة تضطم فی السجود (مصنف ابن ابی شیبہ)	عورت سجدوں میں اعضاء کو ملا اور چمٹا کر رکھے گی۔

(۱۱) ایک اور معتبر صدوق تابعی خالد بن اللجلاج فرماتے ہیں:

لا یجلسن جلوس الرجال علی اوراکھن (ایضاً ۲/۵۰۶)	قعدہ میں عورتیں مردوں کی طرح نہیں بیٹھیں گی۔

مذکورہ بالا احادیث وآثار اور خیر القرون میں اس فرق کی شہرت ہی کی وجہ سے ائمہ اربعہ اور اہل ظاہر رحمہم اللہ نے اپنی اپنی فقہی تحقیقات میں اس فرق کو شامل کیا ہے، اور نماز کی سنتوں کو بیان کرتے ہوئے عورت کے لئے رفع یدین، سجدتین اور قعدہ میں بیٹھنے کی ہیئت کو مردوں سے مختلف قرار دیا ہے، بقیہ سب امور میں مرد وعورت یکساں ہیں۔

● امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ہاں نماز کی سنن میں ہے کہ

عورت تکبیر تحریمہ کے وقت صرف سینے تک ہاتھ اٹھائیگی، اور سینے ہی کے اوپر باندھے گی، رکوع میں بند انگلیوں کے ساتھ ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھ لینا کافی ہے (گھٹنوں کو پکڑنے اور پیٹھ کو بالکل سیدھا کرنے کے اہتمام کی ضرورت نہیں)، سجدے میں پیٹ رانوں سے چمٹا کر رکھیگی اور قعدہ میں دونوں پیر بازو نکال کر بیٹھے گی۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ:۱/۷۶۱ تا ۷۶۴)

● امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں سنت یہ ہے کہ

عورت تمام ارکان نماز سمٹ کر اور چمٹ کر ادا کرے، پیروں کو ملا کر رکھے اور سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے ملائے رہے۔ (ایضاً: ۱/۷۶۸)

● امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں عورت کے لئے مسنون ہے کہ

رکوع سجدے میں کہنیوں کو بازو سے اور پیٹ کو رانوں سے چمٹائے رکھے، جہر کے مواقع میں بھی اگر نامحرم کو آواز پہونچنے کا اندیشہ ہے تو سرّ ہی کرے وغیرہ (ایضاً: ۱/۷۷۶)

● امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ آداب نماز میں عورت کیلئے یہ آداب بیان کرتے ہیں:

عورت رکوع اور سجدے میں مردوں کی طرح اعضاء کشادہ نہیں رکھے گی بلکہ سمٹ کر اور اعضاء کو ایک دوسرے سے ضم کر کے رکھے گی، قعدہ میں دونوں پیروں کو لٹا کر داہنی جانب نکال دے گی۔ (ایضاً: ۱/۸۰)

رکوع اور سجدہ کی ہیئت کے علاوہ اور بھی امور ہیں جو مذکورہ بالا احادیث وآثار میں اوپر مذکور ہوئے ہیں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ قدرے اختلاف کے ساتھ ان سب کے قائل ہیں، اور عورت کے حق میں بہتر اور حجاب سے قریب تر مانتے ہیں، تفصیل کے لئے سعودی عرب کی وزارۃ الشئون الاسلامیۃ سے تقسیم کی گئی وہاں کے معتبر عالم ڈاکٹر صالح فوزان کی کتاب ''خواتین کے مخصوص مسائل'' کی پانچویں فصل مکمل مطالعہ کرلیں۔

غیر مقلدین کے معتبر علماء کا موقف

غیر مقلدین (عمل بالحدیث کا دعویٰ کرنے والے) اگر چہ کہ آج کل اس سے اختلاف کر کے اس پر اصرار کر رہے ہیں کہ عورتوں اور مردوں کی نماز میں کیفیتِ ادا کا کوئی فرق نہیں ہے اور صلو کما رأیتمونی اصلی کے مفہوم عام سے بے محل استدلال کرتے ہوئے عورتوں کو اس کا پابند بنانے پر تلے ہوئے ہیں، بلکہ ان نمازوں کو ناقص اور خلافِ سنت کہہ رہے ہیں جو مذکورہ آداب کی رعایت کے ساتھ عورتیں شروع سے اب تک ادا کرتی آرہی ہیں، لیکن ان کے محقق ومعتبر علماء کی تحقیق بھی — اس زمانے کے کم فہم اور کم علم ضدی لوگوں سے ہٹ کر — وہی ہے جو جمہور امت، صحابہؓ وتابعین، فقہاء ومجتہدین کی ہے۔

مشہور غیر مقلد عالم نواب وحید الزماںؒ صاحب فرماتے ہیں:

Ulamaehaqulamaedeoband.wordpress.com

وصلوٰة المرأة كصلوٰة الرجل فی جمیع الارکان والآداب الا ان المرأة ترفع یدیها عند التحریمة الی ثدییها ولا تخوی فی السجود کالرجل بل تنخفض وتلصق وتضم بطنها بفخذیها

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار: ۱/۸۵)

اور عورت کی نماز تمام ارکان وآداب میں مرد ہی کی طرح ہے سوائے اس کے کہ وہ تکبیر تحریمہ کے لئے اپنے ہاتھ سینے تک ہی اٹھائے گی اور سجدہ مردوں کی طرح پھیل کر نہ کریگی، بلکہ اپنے اعضاء کو ملا کر چمٹا کر کرے گی اور پیٹ کو رانوں سے ملا کر رکھے گی۔

اسی طرح ایک اور غیر مقلد عالم مولانا عبدالجبار غزنویؒ اس سلسلے میں ایک استفتاء کا تفصیلی جواب دینے کے بعد بطور خلاصہ کے فرماتے ہیں:

(رکوع سجدے اور قعدہ میں) عورتوں کا انضمام اور انخفاض (یعنی سمٹ کر اور اعضاء کو ایک دوسرے سے چمٹا کر ادا کرنا) نماز میں احادیث اور تعامل جمہور اہل علم از مذاہب اربعہ سے ثابت ہے، اس کا منکر (دراصل) کتب احادیث اور تعامل اہل علم سے بے خبر ہے، واللہ اعلم۔

(فتاویٰ علماء اہل حدیث ۳/۱۴۹)

مذکورہ بالا احادیث وآثار اور مقلد وغیر مقلد علماء کی تحقیقات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی ہے کہ عہد صحابہؓ سے لے کر آج تک تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ عورت اور مرد کی نماز میں رفع یدین اور کیفیتِ سجدہ وقعدہ میں فرق ہونا چاہیے، مرد کی ہیئت مردانہ اور عورت کی ہیئت اس کے جسمانی ونسوانی تقاضہ ہائے حیا کے مطابق ہونی چاہیے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ عورتیں فرائض وواجبات اور سنن تو ایک ہی طرح ادا کریں گی لیکن

● تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ سینے تک اٹھا کر سینے ہی پر باندھ لیں گی، مردوں کی طرح کلائیوں کو بازوؤں سے جدا کر کے زیادہ اونچا نہیں کریں گی۔ ● سجدہ میں کلائیوں کو بازوؤں سے اور پیٹ کو رانوں سے چمٹا کر رکھیں گی، مردوں کی طرح کھل کر اور سرین کو اونچا کر کے نہیں کریں گی ● قعدہ میں بائیں سرین پر بیٹھ کر دونوں پاؤں داہنی جانب نکال لینگی، مردوں کی طرح ایک

پیر بچھا کر اور دوسرا کھڑا کر کے نہیں بیٹھیں گی۔

رہ گئی وہ حدیث جسے غیر مقلدین بہت شد ومد سے پیش کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلو کما رأیتمونی اصلی یعنی نماز ایسی پڑھو جیسا تم مجھ کو پڑھتا ہوا دیکھ رہے ہو، اور یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مردوں اور عورتوں دونوں کے واسطے عام ہے، اس میں یا کسی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو مردوں سے مستثنیٰ نہیں کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر غیر مقلدین کے نزدیک اس حدیث کا یہی مفہوم صحیح ہے تو پھر ان کو یہ بھی مان لینا چاہیے کہ

۱۔ عورت کی نماز ننگے سر ہوسکتی ہے، اس لئے کہ نبی ﷺ کو اس طرح پڑھتے دیکھا گیا ہے۔

۲۔ عورت نصف پنڈلی تک اونچے کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے، اس لئے کہ نبی ﷺ کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا گیا ہے۔

۳۔ عورت کو جہری نماز میں جہراً پڑھنا چاہیے اس لئے کہ نبی ﷺ کو ایسا ہی پڑھتے دیکھا گیا ہے۔

۴۔ عورت کو آمین زور سے پکارنا چاہیے اس لئے کہ نبی ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا گیا ہے۔

۵۔ عورت کو بلا جماعت نماز نہیں پڑھنا چاہیے اس لئے کہ نبی ﷺ کو جماعت کا اہتمام کرتے دیکھا گیا ہے۔

۶۔ عورت کو فرض نماز گھر میں جائز نہیں ہونا چاہیے، اسلئے کہ نبی ﷺ کو فرض نماز مسجد ہی میں پڑھتے دیکھا گیا ہے۔

۷۔ عورتوں کو امام بن کر اور آگے کھڑے ہوکر نماز پڑھانا چاہیے، کیوں کہ نبی ﷺ کو اسی طرح نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ وغیرہ

ظاہر ہے کہ کوئی بھی عالم عورت کے لئے ان امور کے جواز کا قائل نہیں ہے، جب ان امور میں دوسری احادیث وآثار اور اجماع امت کی وجہ سے صلوا کما رأیتمونی اصلی کے عموم سے عورتوں کو مستثنیٰ مانا جاسکتا ہے تو پھر دوسرے مسائل میں کیوں نہیں مانا جاسکتا؟ بات یہ ہے کہ اس زمانے کے غیر مقلدین علم کو چھپاتے ہیں اور صرف اپنی پسند کردہ حدیثوں کو دکھا کر لوگوں کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس حدیث کے علاوہ اس مسئلے میں کوئی حدیث نہیں ہے، یا پھر بالکل

Ulamaehaqulamaedeoband.wordpress.com

ضعیف وموضوع احادیث ہیں۔

مزید دھوکہ دہی یہ کرتے ہیں کہ احناف کی جن فقہی تحقیقات سے انہیں اختلاف ہے ان کو اس طرح پیش کرتے ہیں جیسے پوری امت میں امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ کوئی اس کا قائل نہیں ہے۔ حالانکہ بہت سے مسائل میں بہت سے علماء کی رائے ان کے موافق ہے مگر غیر مقلدین اس کو صرف حنفی مسئلہ بتلاتے ہیں بلکہ اس کے استہزاء واستخفاف سے بھی نہیں چوکتے، چنانچہ زیر بحث مسئلے کو بھی وہ اسی طرح پیش کرتے ہیں جیسے یہ ـــ نعوذ باللہ ـــ صرف امام اعظمؒ کی حماقت ولاعلمی ہو، ورنہ پوری امت ان کی مخالف ہے اور اس بات کی قائل ہے کہ عورت اور مرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔

مذکورہ بالا مضمون میں صحابہ، تابعین، محدثین اور مجتہدین بلکہ علماء غیر مقلدین کے حوالے سے جو تفصیل سامنے آئی ہے وہ بتلا رہی ہے کہ اس مسئلے میں اس زمانے کے غیر مقلدین ائمہ اربعہ سے اختلاف تو کر ہی رہے ہیں، اپنے اکابر سے بھی منحرف ہو کر نیا راستہ نکالے ہوئے ہیں۔

اس جگہ ایک اور بات کی وضاحت کر دینا بھی مناسب ہے کہ عورتوں کے لئے سمٹ کر اور باحیا طریقے پر سجدہ کی فضیلت واہمیت بیان کرتے ہوئے امام شافعیؒ نے جو **احب الی** اور امام احمدؒ نے **اعجب الی** کے الفاظ فرمائے تھے یعنی مجھے یہی پسند ہے، تو آج کل کے کم علم و بے فہم غیر مقلدین یہ کہہ رہے ہیں کہ حدیث کے مقابلے میں ان کی پسند کوئی معنی نہیں رکھتی! لیکن غیر مقلدین کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان حدیث وفقہ کے ماہرین اور ورع وتقویٰ کے حاملین کے ہاں حدیثِ نبوی کا احترام آپ لوگوں سے کروڑوں گنا زیادہ تھا اور وہ **صلو کما رأیتمونی اصلی** والی حدیث بھی اچھی طرح جانتے تھے، اس کے باوجود **احب** اور **اعجب** کا لفظ استعمال کئے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حضرات صرف سندوں کے غلام اور راویوں کے مقلد نہ تھے، بلکہ عقل وشعور سے بھی کام لیتے تھے، وہ خیر القرون کے لوگ تھے ان کے دور تک لوگوں نے دین کو بدل لیا نہیں تھا، دین علم سے زیادہ عمل میں محفوظ تھا، کتاب وسنت اور تعامل صحابہ کی روشنی میں انہیں دین کی صحیح سمجھ اور احکام کے مقاصد پر عبور نصیب ہو گیا تھا، جب ان سے کسی غیر واضح یا اختلافی مسئلے میں پوچھا جاتا کہ آپ کیا پسند کرتے ہیں؟ تو اسکا مطلب یہ ہوتا تھا کہ اس مسئلے میں آپ کا علمی ذوق اور عملی مشاہدہ

کیا کہتا ہے؟ تو اس کے جواب میں وہ جو یہ کہتے کہ "مجھے اس طرح پسند ہے" تو اسکا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ میری ہوس اور طبیعت کو یہ پسند ہے، جیسے کسی کو کھارا پسند ہے کسی کو میٹھا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ کتاب وسنت پر عبور کی وجہ سے شریعت کے جس مزاج کا مجھے ذوق حاصل ہوا ہے اس کی روشنی میں اس صورت کو میں زیادہ صحیح سمجھتا ہوں۔ یہ ایسا ہی جیسے امام بخاریؒ یا کوئی محدث یوں کہے کہ فلاں سے روایت لینا فلاں کے مقابلے میں مجھے **احب** یا **اعجب** ہے، یا فلاں سند کو میں فلاں سند سے زیادہ احب سمجھتا ہوں تو اسکا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ حدیثوں کے مقابلہ میں ان کی پسند کا معاملہ ہے، بلکہ ان کی تحقیق واعتماد اس کو ترجیح دے رہے ہوتے ہیں، پس یہاں بھی فقہاء کے **احب الی** اور **اعجب الی** کا یہی مطلب لینا چاہیے، اور علماء کے ہاں یہی لیا جاتا ہے، کوئی جاہل الفاظ ہی کا پجاری بن بیٹھے تو وہ اسکے علمی دیوالیہ پن کا ثبوت ہے؟

اللہ پاک سب مسلمانوں کو اتباع حق کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

Ulamaehaqulamaedeoband.wordpress.com

عورت اور مرد کی نماز میں فرق

مرتبہ: حضرت مولانا مفتی محمد عبدالمغنی مظاہری ناظم مدرسہ سبیل الفلاح حیدرآباد

عورت اور مرد کی نماز میں فرق احادیث مرفوعہ اور ارشادات صحابہ سے ثابت ہے

عورت کو مرد کی ہیئت پر رکوع، سجدہ اور قعدہ کرنا نہ صرف خلاف سنت ہے بلکہ حیاء وحجاب کے بھی خلاف ہے

احادیث وآثار ملاحظہ ہوں

حضرت یزید بن ابی حبیبؒ سے منقول ہے کہ رسول اللہؐ دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو اپنے کچھ گوشت کو زمین سے چپکا دو۔ (یعنی خوب دب کر اور سمٹ کر سجدہ کرو)۔

التلخیص الحبیر: 1-91(474/1)(رقم:364)(35)

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنی سرین زمین پر رکھ کر بیٹھ جائے اور اپنے رانوں کو خوب اچھی طرح سمیٹ لے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ:2793)(1302/1)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنے رانوں سے خوب اچھی طرح ملا لیا کرے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ:2794)

عورت کی نماز کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ عورت اپنے اعضاء کو اکھٹا کرلے یعنی خوب ملا لے اور سرین کے بل بیٹھ جائے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ:2794)(302/1)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سوال کیا گیا عورتیں رسول اللہؐ کے زمانہ میں کس طرح نماز پڑھتی تھیں تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ پہلے تو چار زانوں بیٹھ کر (سجدہ کرتی تھیں) بعد میں انہیں حکم دیا گیا کہ سرین کے بل زمین پر بیٹھ کر سجدہ کیا کریں۔ (جامع المسانید۔ 1-400، اعلاء السنن:27/3)

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ عورت سجدہ میں اپنے آپ کو خوب اچھی طرح سمیٹ لے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ:2797)(303/1)

حضرت ابراہیمؒ نے فرمایا کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنے رانوں کو خوب اچھی طرح ایک جگہ کردے اور پھر ان رانوں پر اپنا پیٹ رکھ دے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ:2795)(302/1)

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ مرد کیلئے یہ نہایت ناپسند ہے کہ وہ سجدہ میں اپنا پیٹ اپنی رانوں پر رکھے جس طرح عورتیں رکھتی ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ:2796)(302/1)

(مطلب یہ ہے کہ عورتوں کی طرح سجدہ کرنا مردوں کیلئے نہایت معیوب ہے جس سے عورتوں کی نماز کا فرق واضح ہے)۔

حضرت ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنے رانوں سے خوب اچھی طرح چپکا دے۔ نہ اپنا پیٹ اٹھائے اور نہ ہی اپنی سرین، اور مرد کی طرح پھیل کر کشادہ ہو کر سجدہ ہرگز نہ کرے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ:2798)(303/1)

☆☆☆☆